بیادگار

اعلیحضرت امیرِ ملت الحاج مولانا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور



نگرانِ اعلیٰ

May Jun 1981

حضرت مولانا الحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب!

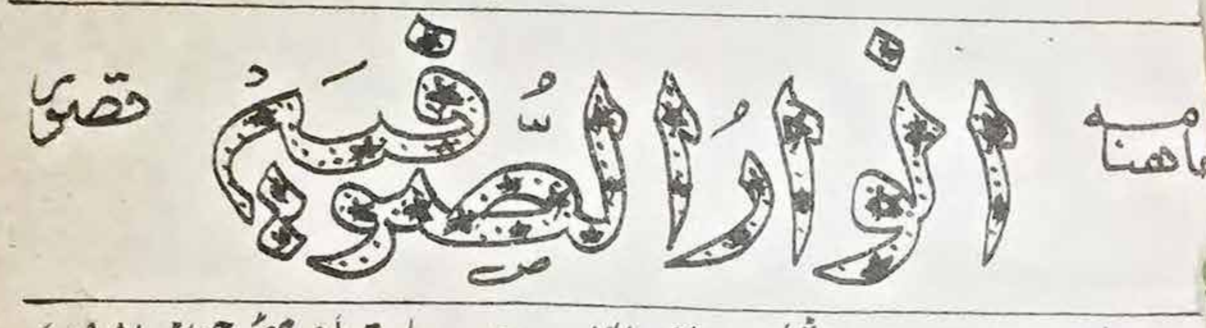
مدیر مسئول

حضرت مولانا غلام رسول گوہر جماعتی نقشبندی

مدیر معاون ـــــــــ فیاض احمد گوہر

★

بامدادِ روحانی حضرت مولانا سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بالطافِ روحانی حضرت مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
باستمدادِ روحانی حضرت مولانا جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بالتفاتِ کریمانہ حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
بظلِ حمایت مولانا الحاج پیر سید منور حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہ العالی



جلد ۶۹ • شمارہ ۳۰-۳۱ • بابت ماہ مئی جون ۱۹۸۱ء

ایڈیٹر
مولانا غلام رسول گوہر

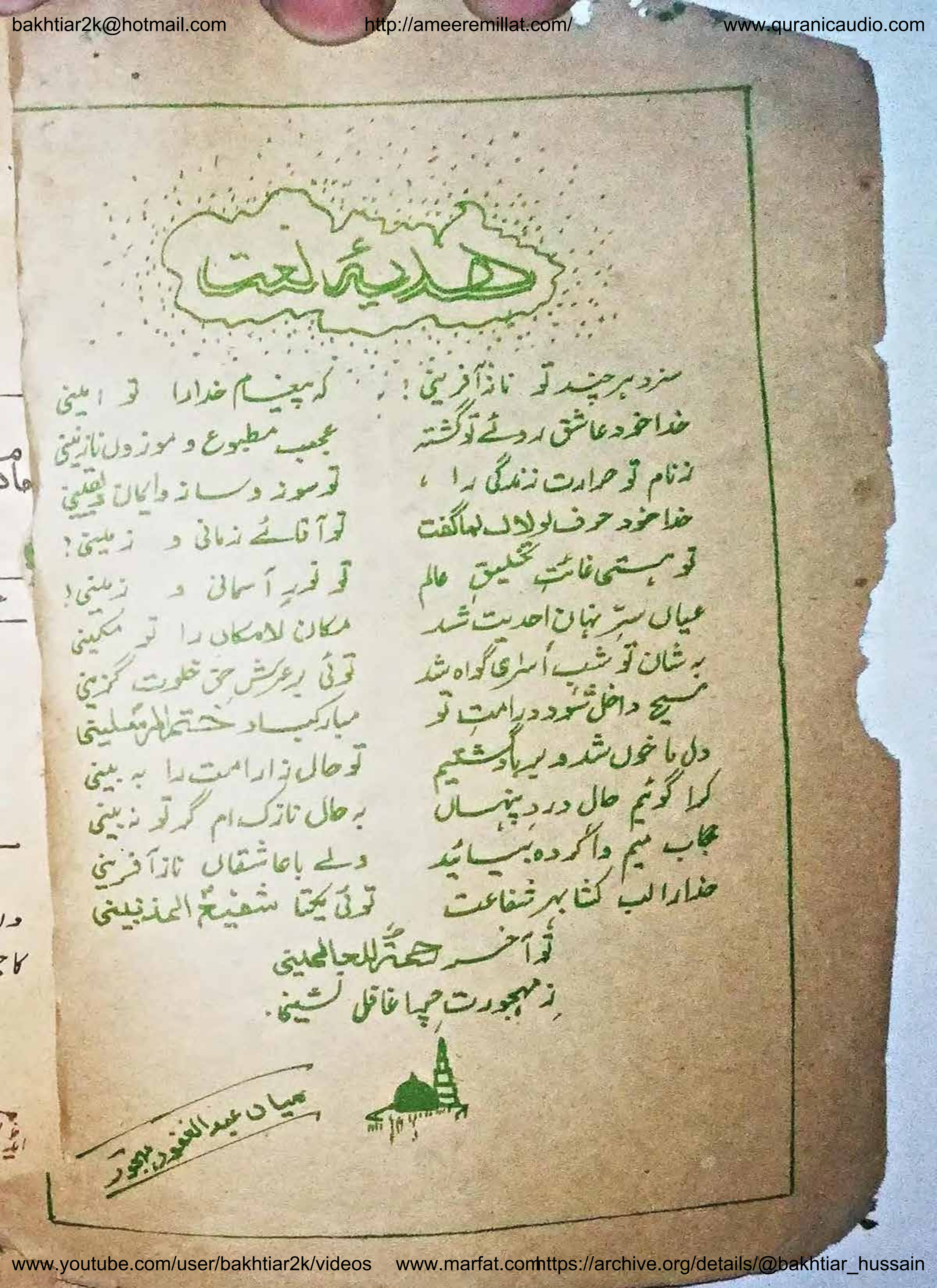
اسسٹنٹ ایڈیٹر — فیاض احمد گوہر

○
دائرے میں سرخ نشان آپ کا چندہ ختم ہونے کی علامت ہے
گوہر

چندہ

سالانہ	۲۰	روپے
ششماہی	۱۰	"
سہ ماہی	۵	"
فی شمارہ	۲	"

ایڈیٹر و پبلشر: غلام رسول گوہر، مطبع: لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور، مقام اشاعت: کوٹ عثمان خان قصور



ھدیۂ نعت

سزد ہر چند تو ناز آفرینی ! — کہ پیغام خدا را تو امینی

خدا خود عاشق روئے تو گشتہ — عجب مطبوع و موزوں نازنینی

ز نام تو حرارت زندگی را — تو سوز و ساز و ایماں یقینی

خدا خود حرف لولاک لما گفت — تو آقائے زمانی و زمینی ؟

تو ہستی غایت تخلیق عالم — تو نور آسمانی و زمینی !

عیاں سر نہاں احدیت شد — مکان لامکاں را تو مکینی

بہ شان تو شب اسریٰ گواہ شد — توئی بر عرش حق خلوت گزینی

مسیح داخل شود در امت تو — مبارکباد ختم المرسلینی

دل ما خوں شد و بیمار گشتیم — تو حال زار امت را بہ بینی

کرا گوئیم حال درد پنہاں — بہ حال زار کہ ام گر تو نہ بینی

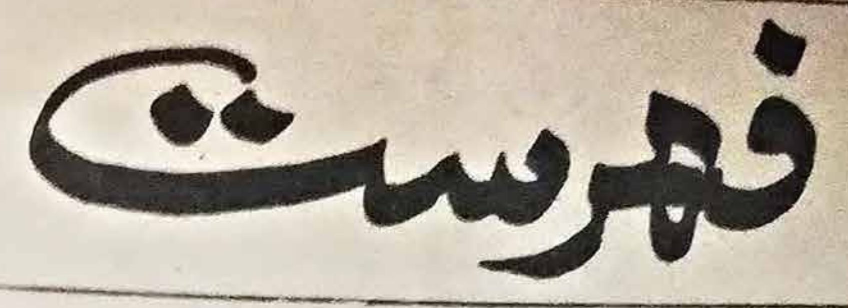
حجاب میم وا کردہ بیاید — دلے با عاشقاں ناز آفرینی

خدارا لب کشا بہر شفاعت — توئی یکتا شفیع المذنبینی

تو آخر رحمۃ للعالمینی

ز مہجورت چرا غافل نشینی

میاں عبدالغفور بجور


فہرست

علی پور شریف کا سالانہ عُرس شریف

مورخہ ۱۱/۱ مئی بروز اتوار پیر موضع علی پور شریف ضلع سیالکوٹ میں حسب روایات سابقہ سالانہ عرس شریف ہوا۔ جس میں اکناف پاکستان سے دور ونزدیک سے قطب وقت شہنشاہ اقلیم ولایت پیر سید جماعت علی شاہ قدس سرہ کے عقیدتمند اور آپ کے پروانے جوق در جوق آپ کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل کرنے کے لئے آئے۔ بعض یاران طریقت انڈیا سے بھی آئے ہوئے تھے۔ اندرون پاکستان کے بلاد مختلفہ سے یاران طریقت اتنی بڑی تعداد سے آئے ہوئے تھے کہ صحیح اندازہ لگانا بہت مشکل ہے خطہ علی پور شریف میں ہر جگہ زائرین کی بھیڑ تھی۔ ان دنوں میں ہر سال علی پور شریف ایک بارونق شہر معلوم ہوتا ہے۔ ہر قسم کے دوکان داروں نے بازار کے طریقے پر دور تک اپنی دوکانیں سجائی ہوئی ہوتی تھیں۔ حلوائیوں اور نانبایوں اور چائے فروشوں کی دوکانیں بڑے قرینے سے لگی ہوئی تھیں ۔ اس کے علاوہ اور کئی چیزوں کی دوکانیں تھیں ۔ یہ دوکاندار بہت منافع حاصل کر کے جاتے ہیں اور ایام عرس میں بہت خرید و فروخت ہوتی ہے۔ علی پور شریف کی گلیوں اور بازاروں میں بڑی چہل پہل ہوتی ہے۔ یاران طریقت بھائیوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ محبت اور شوق سے ملتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے خیرو عافیت دریافت کرتے ہیں۔ سجادہ نشین صاحب حضرت مولانا پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مہمانوں کو مرحبا کہتے ہیں۔ اور ہر ایک سے ملتے اور مصافحہ کرتے ہیں اور ہر ایک کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ سب کو دو وقت کھانا کھلایا جاتا ہے۔ صبح کو

انوار الصوفیہ رسالہ

حافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری نے 1901ء میں شروع کروایا تھا

اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسالے موجود ہے

جنوری 1925	ستمبر 1937	جنوری 1940
نومبر 1940	اگست 1941	نومبر دسمبر 1952
اکتوبر 1963	جنوری 1964	اپریل 1978
مئی 1978	اگست 1978	مئی 1979
جون جولائی 1979	نومبر دسمبر 1979	جنوری 1980
مارچ 1980	جون جولائی 1980	اکتوبر نومبر 1980
مئی جون 1981	جولائی 1981	ستمبر 1981



انوار الصوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر

درگاہ قلندر علی پور فقیراں سے

ایڈووکیٹ نقشبندی مجددی

علامہ عالیجاہ حسن پیرزادہ

اور درگاہ کے جملہ اراکین کا مشکور ہوں

خدام اولیاء غلام شیخ معزالدین بختیار حسین جاعتی



پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق
ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/	ویب سائٹس
http://ameer-e-millat.com/	ویب سائٹس
http://ameeremillat.com/	ویب سائٹس
http://www.haqwalisarkar.com/	ویب سائٹس
http://www.charaghia.com/	ویب سائٹس
http://www.scribd.com/bakhtiar2k	کتابیں
http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/	تصاویر
http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/	تصاویر
http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/	فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ
http://wwwnflecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://vimeo.com/user13885879/videos	ویڈیو
Youtbe: bakhtiar2k	ویڈیو
www.marfat.com	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.maktabah.org	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.fezanenaat.com	نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

پُرتکلف ناشتہ اور چائے وغیرہ پلائی جاتی ہے۔ جو لسی پینا پسند کریں ان کے لئے گھر کی خالص لسی موجود ہوتی ہے۔ مہمانوں کی رہائش کے لئے حویلیوں میں بہت کمرے ہیں جن میں صفیں اور دریاں بچھی ہوئی ہوتی ہیں اور بجلی کے پنکھے بھی ہوتے ہیں۔ تمام کمروں میں جملہ پیر بھائی کسی طرح کے امتیاز کے بغیر اکٹھے رہتے ہیں۔ اور اکٹھے ہی کھانا کھاتے ہیں۔ بلکہ سہولت اور آرام میں ایکدوسرے پر ایثار کرتے ہیں۔ اور جو کھانا ایک پیر بھائی سے بچ رہے اس کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ سجادہ نشین صاحب کے علاوہ حضرت مولانا پیر سید نذر حسین شاہ صاحب حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے پوتے: مہمانوں کی آؤ بھگت میں جو کردار ادا کرتے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہر وقت ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرتے اور روٹی پانی کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ ایسے ہی حضرت جوہر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام صاحبزادے اپنے مفوضہ کام کو خوب اچھی طرح سرانجام دیتے ہیں۔ بالخصوص حضرت مولانا پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب جس خلق اور محبت سے کھانا کھلاتے ہیں اور ہر ایک کی دلجوئی کرتے ہیں اور ہر ایک کی بات کو سنتے ہیں اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا حضرت پیر سید منور حسین شاہ کی نشست گاہ پر جا کر دیکھا کہ وہاں لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ دیگوں کے منہ کھلے ہوئے ہیں۔ سینکڑوں مہمانوں کو کھانا کھلایا جا رہا ہے۔ اور خود اپنے ہاتھ سے مہمانوں کے سامنے کھانا رکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں خوب کھاؤ۔ کوئی بھوکا نہ رہ جائے۔ اگر کوئی چاہ کا سوال کرتا ہے تو اس کے لئے فوراً حاضر ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی ذاکر شاہ صاحب، حضرت خورشید شاہ صاحب، حضرت مظفر شاہ صاحب اسم بامسمیٰ ہیں۔ اور خلق نیک کی ایک روشن تصویر ہیں۔ ان سب حضرات کو مہمان نوازی جد امجد حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ورثہ میں ملی ہے۔

ایک طرف ہزاروں مہمانوں اور زائرین کا اجتماع حضرت مولانا حسین

الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے دربار میں نظر آیا۔ حضرت معین الملت کے پروانے جو دور دراز سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ سب عشق کی شراب سے مست تھے اور پروانہ وار آپ کو ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب نظر آتے تھے۔ وہ آپ کے رخ انور اور دستار عظمت آثار میں امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صوری اور معنوی انوار کو دیکھ کر بے قابو ہو جاتے تھے۔ آپ سب مہمانوں کو دیکھ کر مسکرائے جاتے تھے۔ آپ وسیع دستر خوان بچھا کر اپنے روحانی دوستوں کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلاتے ہیں۔ کھانا بڑا پر تکلف ہوتا ہے۔ ۱۱ مئی بروز پیر آپ کے کاشانۂ رحمت میں آپ کی والدہ صاحبہ رابعہ عصر سیدہ بوجی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا حسب روایات سابقہ عرس شریف ہوا۔ علماء و مشائخ اور نعت خوانوں کے علاوہ ہزاروں عقیدتمندوں نے شرکت کی۔ ۱۲ بجے دوپہر تک یہ پروگرام جاری رہا۔ نعت خوانی اور وعظیں ہوتی رہیں۔ آپ کی بندہ پروری سے ہر ایک کو کچھ بیان کرنے کا موقع ملتا رہا۔ میں نے بھی کوشش کر کے ایک قصیدہ امیر ملتؒ کی شان میں پڑھنے کی اجازت لی اور اس محفل کی برکات سے بہرہ اندوز ہوا۔

بعد ازاں سلام و قیام پر جلسہ ختم ہوا۔ عرس شریف میں "مسجد نور" میں ہر روز دو نشستیں ہوتی رہیں۔ پہلی نشست صبح ۱۰ بجے سے دو بجے دوپہر تک اور دوسری نشست عشاء کی نماز کے بعد ۲ بجے آخر رات تک ان اجلاسوں میں نعت خوان ہدیہ نعت پیش کرتے ہیں اور علماء کرام اپنے مواعظ حسنہ سے دلوں کو تابندگی بخشتے ہیں۔ آخری رات جو ختم شریف کی رات ہوتی ہے خصوصی شان کی حامل ہوتی ہے۔ اس میں غیر معمولی ہجوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ دعا میں شریک ہو۔ صبح کی نماز کے بعد زائرین رخصت ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ چند

گھنٹوں میں عموماً زائرین چلے جاتے ہیں۔ بوقت رخصت زائرین کو حضرت سجادہ نشین اور دیگر حضرات سے اجازت لینا ضروری ہوتا ہے اور ہر زائر کو پرانی روایت کے مطابق مناسب انداز سے پھلیاں جن میں بتاشے بھی ہوتے ہیں بطور تبرک کے دی جاتی ہیں۔ یہ تبرک ہر امیر و غریب کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ گھر میں آکر گھر والوں کو ہمساؤں کو تحفۃً دیتے ہیں۔

(غلام رسول گوہر)

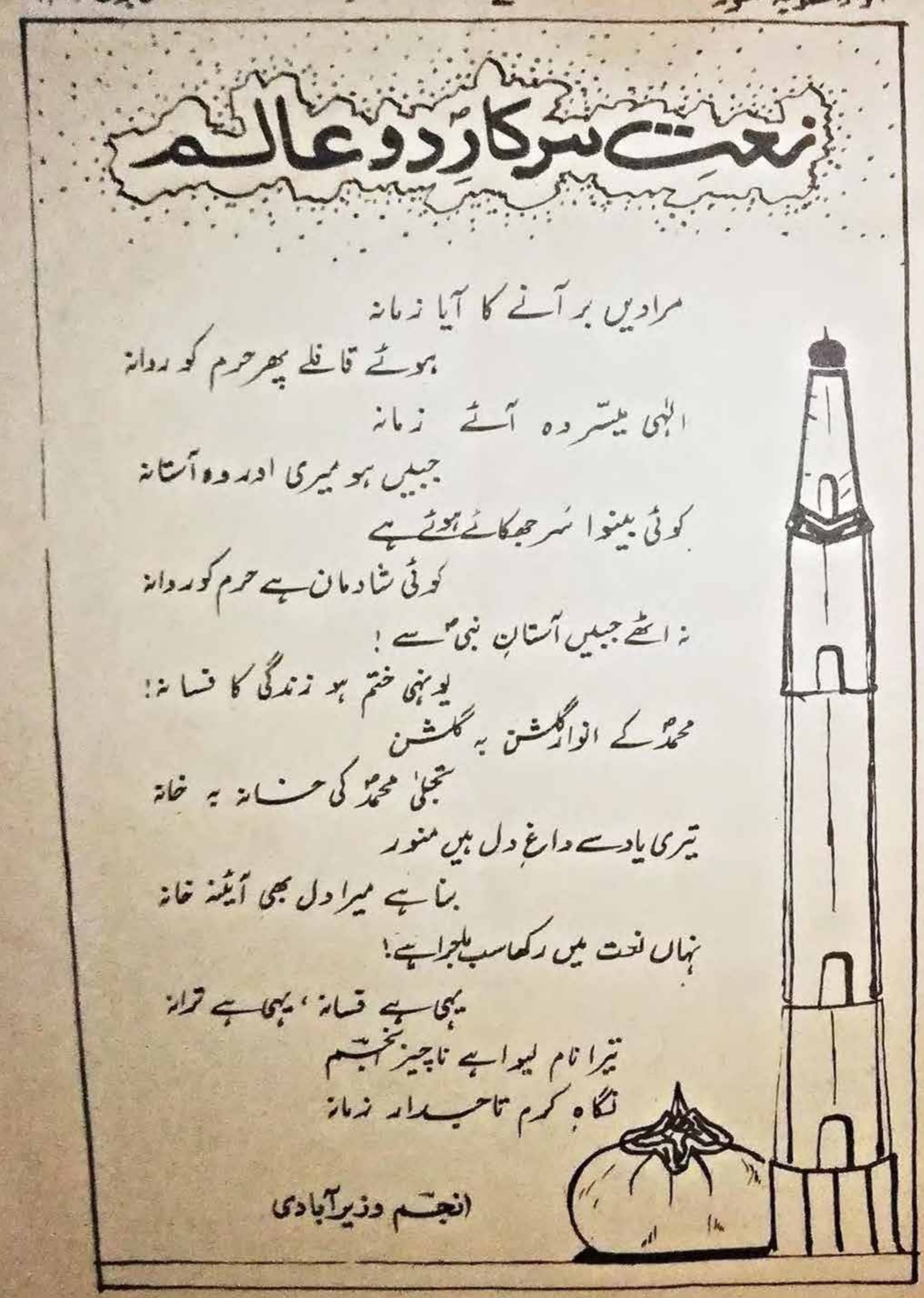
بقیہ: چیدہ چیدہ از صفحہ

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار　　گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

کعبہ کو اللہ نے ایک بار میرا گھر کہا اور مجھ کو اللہ نے ستر بار "یا عبدی" (اے میرے بندے) کہا۔

توکل کی حقیقت

ایک دفعہ ایک اجنبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: "سواری کہاں ہے"۔ اس شخص نے جواب دیا: "یا رسول اللہ! اونٹ تھا جسے اللہ کے توکل پہ چھوڑ آیا ہوں"۔ آپؐ نے فرمایا: "جاؤ پہلے اس کا گھٹنا باندھو اور پھر اللہ پر توکل کرو"۔



نعتِ سرکارِ دو عالم

مرادیں بر آنے کا آیا زمانہ
ہوئے قافلے پھر حرم کو روانہ

الٰہی میسر وہ آئے زمانہ
جبیں ہو میری اور وہ آستانہ

کوئی بینوا سر جھکائے ہوئے ہے
کوئی شادمان ہے حرم کو روانہ

نہ اٹھے جبیں آستانِ نبیؐ سے!
یونہی ختم ہو زندگی کا فسانہ!

محمدؐ کے انوار گلشن بہ گلشن
تجلی محمدؐ کی خانہ بہ خانہ

تیری یاد سے داغِ دل ہیں منور
بنا ہے میرا دل بھی آئینہ خانہ

نہاں نعت میں رکھا سب مدعا ہے!
یہی ہے فسانہ، یہی ہے ترانہ

تیرا نام لیوا ہے ناچیز انجم
نگاہِ کرم تاجدارِ زمانہ

(انجم وزیرآبادی)

سوال و جواب!

اس کالم میں سوالات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی طرف سے اور جوابات سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہیں ::

دربار رسالت لگا ہوا ہے۔ حضور پرنور شافع یوم النشور مسند رسالت پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کے اصحاب خدمت اقدس میں اپنے سینوں میں عشق و محبت کی تڑپ لئے ہوئے بکمال ادب و احترام سر جھکائے بیٹھے ہیں کہ اچانک ایک نو وارد بیٹھے ہوؤں کی صفوں کو چیرتا ہوا بے دھڑک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہ آپ کے اتنا قریب ہو کر بیٹھا کہ اس کے زانو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زانوؤں کو چھو رہے تھے۔ اور اس نے اپنے ہاتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ران پر یا اپنی ران پر رکھے۔ نو وارد سفید لباس میں ملبوس تھا۔ اس کے سر کے بال نہایت سیاہ اور چمکدار تھے۔ اس پر سفر کا نشان بھی نہیں تھا۔ اور صحابہ کرام سے اس کو نہ کوئی جانتا نہ پہچانتا تھا۔ اس نے یکے بعد دیگرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پانچ سوال کئے۔ آپ نے ہر ایک سوال کا جواب دیا۔ اس نے ہر جواب پر آپ کی تصدیق کی۔ اس سے صحابہ کرام کو بڑا تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے جو خلاف معہود ہے۔ پھر وہ اٹھ کر چلا جاتا ہے۔ مجلس میں جو حاضر تھے وہ بھی چلے گئے۔ صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا بیٹھے رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عمر: کیا جانتے ہو یہ

کون تھا۔ عرض کی نہیں۔ یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: یہ جبرئیل علیہ السلام تھا جو تم کو تمہارے دین کی تعلیم دینے آیا تھا۔

وہ پانچ سوال اپنے جوابات کے ساتھ بالترتیب مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلا سوال: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مجھ کو فرمائیں کہ اسلام کیا ہے؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دے اس بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کا رسول ہے اور تو نماز قائم کرے اور تو زکوٰۃ دے اور تو رمضان کا روزہ رکھے۔ اور اگر تجھے قدرت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کرے۔ اس نے کہا: آپؐ نے سچ فرمایا:

دوسرا سوال: اب آپ یہ فرمائیں کہ ایمان کیا ہے؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تو ایمان لائے قدر پر خواہ اچھی ہو یا بری۔ اس نے کہا: آپؐ نے سچ فرمایا۔

تیسرا سوال: آپ فرمائیں کہ احسان کیا ہے؟

جواب: احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس طرح کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ بات حاصل نہ ہو تو پھر تجھے ایسا ہونا چاہیئے کہ تو یقین کرے کہ وہ یعنی اللہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

چوتھا سوال: آپ مجھ کو بتائیں کہ قیامت کب آئے گی۔

جواب: آپؐ نے فرمایا اس بات میں مسئول کا علم سائل کے علم سے زیادہ نہیں یعنی تو بھی جانتا ہے اور میں بھی جانتا ہوں۔ کہ یہ سانحہ ہے کہ اس

کا انکشاف مصلحت کے خلاف ہے۔

پانچواں سوال: آپ قیامت کی نشانیوں کی خبر دیں؟

جواب: آپ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں سے ایک یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی: یعنی آخیر زمانہ میں لونڈیوں کی کثرت ہو گی۔ ان کے شکم سے جو اولاد پیدا ہو گی وہ ان کی مالک ہو گی۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ماؤں کے شکم سے جو اولاد پیدا ہو گی وہ ماؤں پر حکومت کریں گے جس طرح مالک اپنی لونڈی پر حکومت کرتا ہے) اور قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ جو عادتاً ننگے پاؤں برہنہ جسم والے اور بھوکے ننگے اور بھیڑ بکریاں چرانے والے ہوں گے۔ ان کو بھی بڑی بڑی عمارتیں بنانے کی حرص ہو گی۔ (مسلم)

★

عمر ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہونے کے لئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنا ہاتھ کھولیں تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک کھولا تو عمر ابن العاص نے اپنا ہاتھ قبض کر لیا۔ یعنی اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں نہ دیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہو گیا تمہیں اے عمر۔ عمر نے کہا۔ میں آپ سے ایک شرط چاہتا ہوں آپ نے فرمایا وہ شرط کیا ہے؟ عمر ابن العاص نے کہا:

سوال: میں اس شرط پر مسلمان ہوں گا کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ بخشدے

جواب: اے عمر! کیا تو جانتا نہیں کہ بے شک اسلام تمام پہلے گناہوں کو گرا دیتا ہے اور ایسے ہی ہجرت اور ایسے ہی حج تمام پہلے گناہوں کو گرا دیتا ہے۔

(مسلم)

روئیداد!!

سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ مئی ۱۹۸۱ء

انجمن خدام الصوفیہ پاک و ہند صدر دفتر علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کا اٹھترواں (۷۸) سالانہ جلسہ حسب روایت نہایت شان و شوکت کے ساتھ ۱۰/۱۱ مئی ۱۹۸۱ء، ۲۸/۲۹ بیساکھ ۲۰۳۷ بایام اتوار پیر منعقد ہوا۔ اسی تقریب میں اعلیٰ حضرت امیر ملت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کا تیسواں سالانہ عرس مبارک نیز حضور پُر نور حضرت الحاج سراج ملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کا بیسواں حضرت الحاج الحافظ پیر سید خادم حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتیسواں حضرت الحاج حافظ شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا حضرت الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا حضرت الحاج حافظ پیر سید انور حسین شاہ صاحب طاب ثراہ کا نواں اور حضرت الحاج حافظ پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب طاب ثراہ کا پانچواں سالانہ عرس مبارک بھی پوری عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا۔

یہ دو روزہ تقریبات منبع خیرات و برکات ایسی کیف آور اور روح پرور فضا میں منائی گئیں جسے بیان کرنے سے زبان عاجز ہے اور قلم قاصر۔

؏ ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی۔

حضرت سجادہ نشین فخر ملت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور جملہ صاحبزادگان والا شان مہمانوں کی

خاطر مدارات میں جس تندہی اور لگن سے منہمک رہے انہی کا حصہ ہے۔ بیشک حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ فرمایا کرتے ۔ مہمان آتے ہیں تو ہمیں خوشی ہوتی ہے ۔ اسی مقولے کی ہو بہو تصویر آنکھوں کے سامنے تھی۔ شب و روز قسم قسم کے کھانے اور طرح طرح کے مشروبات زائرین کے لئے حاضر تھے۔ حضرت پیر سید نذر حسین شاہ صاحب حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب ۔ حضرت صاحبزادہ سید منور حسین شاہ صاحب حضرت معین الملت الحاج الحافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب سب حضرات کمال خندہ پیشانی سے خدام کی خدمت میں مصروف تھے ۔

تواضع کند ہوشمند گزیں
نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

پاکستان کے گوشے گوشے سے ہزار ہا یاران طریقت پروانہ وار چلے آتے تھے ۔ پشاور سے کراچی تک کوہاٹ، راولپنڈی، جہلم، کیمبلپور، گجرات، گوجرانوالہ، لاہور قصور، ملتان، بہاول نگر، رحیم یار خاں، بہاولپور، فیصل آباد، سندھ حیدر آباد کوئٹہ بلوچستان، جھنگ، سرگودھا غرض ملک کے چپے چپے سے عشاق کشاں کشاں آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی حاضری کے لئے جمع ہوئے۔ سب کا مقصد ایک اور سب کی منزل ایک ! اور وہ کیا ؟ رضائے الٰہی ! "الحب للہ" خواجہ حافظ شیرازی نے خوب فرمایا ہے

آسماں سجدہ کند سوئے زمینے کانجا
یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند !

مختلف علاقوں کے یاران طریقت کو مدت سے خصوصی خدمات کا شرف حاصل ہے اور الحمد للہ وہ بدستور اپنی مفوضہ خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ جو سن رسیدہ پیر بھائی عالم جاودانی کو چلے گئے ان کے اخلاف اسی جذبہ اور شوق سے سرشار اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں ۔

پشاور کے یار حسب دستور لنگر تقسیم کرتے ہیں۔ جھنگ کے پیر بھائی

لنگر میں پانی فراہم کرنے کی خدمت بجا لاتے ہیں ۔ علاقہ ہریانہ کے یاران طریقت جلسہ گاہ کی تزئین و آرائش کا کام کرتے ہیں ۔ اس کام میں پھلروان اور دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر اروپی (پیر محل) کے یاران بہت جانفشانی سے کام لیتے ہیں ۔ مولیٰ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ (آمین)

بعض کتب فروش دینی اور مذہبی کتابوں کے سٹال لگاتے ہیں ۔ یہ بہت مستحسن بات ہے ۔ کراچی سے جناب فرید قریشی "تصوف" کے عنوان سے ایک عمدہ مجلہ یادگار امیر ملت طبع کرا کے لائے ۔ متعدد اخبارات و رسائل نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کے سوانح حیات اور آپ کے زریں کارناموں پر مشتمل خصوصی ایڈیشن شائع کئے ۔

زائرین کی مزید سہولت کے لئے لوگوں نے دوکانیں لگائیں ۔ روزمرہ ضروریات کی اشیاء مناسب قیمتوں پر دستیاب ہوتی رہیں ۔ سٹیشن اور لاری اڈے سے مسافروں کو تانگے اور ویگین مل جاتے تھے ۔ جس وقت بھی کوئی آتا اسے کوئی دقت نہ ہوتی ۔ سڑک کا تھوڑا سا ٹکڑا ابھی کچا ہے اگر متعلقہ حکام توجہ فرمائیں تو یہ بھی ایک قابل قدر خدمت ہوگی ۔

حضرت قطب عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ العزیز نے انجمن خدام الصوفیہ خالص دینی مقصد کے لئے بنائی اور اس کے زیر اہتمام تبلیغی اجتماعات اور جلسے محض رضائے الٰہی کی خاطر مسلمانوں کی خیرخواہی اور اصلاح معاشرہ کی غرض سے منعقد کرائے ۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ انجمن اپنے مقاصد جلیلہ میں کامیاب ہوئی ۔ اور لاکھوں افراد اس کی برکت سے صحیح معنی میں پکے سچے مسلمان بن گئے ۔ پابند صوم و صلوٰۃ ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے والے ، ملک و ملت کے بہی خواہ ، نظریہ پاکستان پر پختہ یقین رکھنے والے ـــــ بلکہ حق تو یہ ہے کہ پاکستان بنانے والے ، قائد اعظم کی

آواز پر لبیک کہنے والے اور ہر باطل کے سامنے سینہ سپر ہونے والے ـــــ اور یہ جذبہ پیدا کس نے کیا۔ یہ راہ کس نے دکھائی یہ جوشِ عمل کس کے صدقے میں تھا بلاشبہ ان سب سوالات کا ایک ہی جواب ہے ـــــ قبلہ عالم! قبلہ عالم! آپ نے ببانگ دہل فرمایا تھا کہ جو شخص مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دو۔ پاکستان کیا ہے؟

احسان ہے قبلہ عالم کا

انعام ہے قبلہ عالم کا!!

۱۰/۱۱ مئی اتوار پیر دو دن میں کل چار اجلاس ہوئے ان میں بکثرت حفاظ اور قاری صاحبان نے تلاوت کلام فرمائی۔ نعت خواں حضرات نے بارگاہ رسالت میں گلہائے عقیدت نچھاور کئے۔ حضرات علماء کرام اور مشائخ عظام نے اپنے مواعظ حسنہ سے سوتوں کو جگایا۔ مردوں کو جلایا۔ تمام کارروائی کا احاطہ تو ممکن نہیں البتہ ان جلسوں کی چند جھلکیاں ہدیۂ قارئین ہیں۔

تلاوت کلام پاک: حضرت صاحبزادہ سید خورشید حسین شاہ صاحب نے خاص انداز سے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ جس سے حاضرین بہت مسرور ہوئے۔ قاری دوست محمد صاحب، قاری محمد اختر علی ملتانی جناب قاری فقیر محمد مسعودی، جناب قاری محبوب احمد صاحب لاہوری، قاری ریاض احمد صاحب حیدری نے وجد آفریں لہجے میں تلاوت سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ مدرسہ عالیہ نقشبندیہ علی پور شریف کے بہت سے طلباء نے تلاوت فرمائی۔ حافظ دلدار حسین صاحب حافظ غلام مصطفیٰ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

نعت شریف: کثیر تعداد میں نعت خواں حضرات شریک ہوئے۔ جناب الحاج حکیم مبارک احمد صاحب خلیفہ مجاز لاہوری

نے کلام بیدل سنایا مجمع تڑپ اٹھا۔ حاجی مسکین علی صاحب قادری۔ جناب صابر علی قصوری، جناب صوفی جان محمد صاحب، صوفی اللہ دتہ صاحب۔ علی حسن صاحب گوجرانوالہ، قاری محبوب احمد صاحب لاہوری، صوفی محمد اسماعیل صاحب قصوری اور دوسرے حضرات نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ جناب راشد حسن قادری نے اپنا کلام سنایا۔ اہل علم نے خوب داد دی۔ آخری نشست میں آخری نعت خواں جناب صوفی حاجی ریاض احمد صاحب (خانیوال) تھے۔ عجب وجد آفرین انداز تھا اور کیسی سعید گھڑی تھی۔ اللہ اکبر!

تقاریر: ۱۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب صدر مدرس مدرسہ عالیہ نقشبندیہ علی پور شریف نے فرمایا۔ علم نبوت اور رسالت کے لوازمات سے ہے۔ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والے منافق ہی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گمشدہ اونٹنی کی خبر دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے کہ ہرنی اور اونٹ سجدے کرتے ہیں۔ درخت اور پہاڑ سلام عرض کرتے۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کو ایک ہرنی نے سجدہ کیا۔ پھر آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا۔ اس میں کئی علامات نبوت ظاہر ہوئیں۔ ضمناً آپ نے یہ مسئلہ بھی بیان فرمایا کہ مدینہ منورہ کا نام اب "یثرب" لینا بے ادبی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں یہ منافقین کا مقولہ ہے۔

جناب خلیفہ محمد امین صاحب کنجاہی نے مرشد کامل کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ نے حضرت ڈاکٹر محمد اللہ دتہ صاحب کنجاہی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے مرشد کامل کی نشانی بتائی:

صورت و سیرت میں گویا مصطفیٰ
دیکھنا اس کا نبی کا دیکھنا!

نیز فرمایا ؏ وہ پیر پیر نہیں جو نبی نما نہ ہو

۳۔ جناب حافظ محمد رمضان صاحب نے مسلک اہلسنت وجماعت بیان فرمایا اور یہ جامع رباعی سنائی۔

بندۂ پروردگارم امت احمد نبی
دوست دار چار یارم تابع اولادِ علی
مذہب حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل
خاکپائے غوثِ اعظم زیر سایہ ہر ولی

۴۔ مولانا محمد شفیع صاحب خطیب کامونکی نے فرمایا کہ انہیں حضور قبلہ عالم قدس سرہ کی رکاب سعادت میں حج بیت اللہ اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ ایک دن طواف فرما رہے تھے۔ اچانک بے خبری میں خلیل انبیٹھوی مصنف "براہین قاطعہ" آپ سے بغل گیر ہو گیا۔ اسی شام اعلی حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے معانقہ ہوا تو آپ بہت شاداں و فرحاں ہوئے کہ الحمد للہ وہ کثافت اور کدورت دور ہو گئی۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بد مذہب اور بد عقیدہ لوگوں کی شکل دیکھنے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے۔

۵ مولانا محمد رفیق صاحب جماعتی خطیب گوجرانوالہ نے بتایا کہ انہوں نے ابھی تھوڑے سے دن ہوئے ضلالت سے توبہ کی ہے اور سنی حنفی مذہب اختیار کیا ہے۔ اس کا سبب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہے۔ جب میں نے آپ کی سیرت مقدسہ کا مطالعہ کیا تو میرے دل نے گواہی دی کہ سچا مذہب یہ ہے۔ آپ نے غازی علم دین شہید کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا۔ کہ شہید الفت کا جسد کئی مہینے کے بعد بھی تر و تازہ تھا۔ جو

ہینے بعد میانوالی سے لاہور لا کر دفن کئے گئے۔ مگر لوگوں نے دیکھا جیسے بالکل زندہ ہیں۔

۶۔ مولانا ضیاء الدین صاحب فیروز آبادی نعمانی ایم اے نے اصلاح معاشرہ پر خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ساری خرابی کی بنیاد یہ ہے کہ لوگ بزرگانِ دین سے دور ہو گئے اور علاج یہی ہے کہ ہم پھر صالحین بزرگانِ دین کے نقش قدم پر چلیں۔ ان کی صحبت اختیار کریں: مصرع

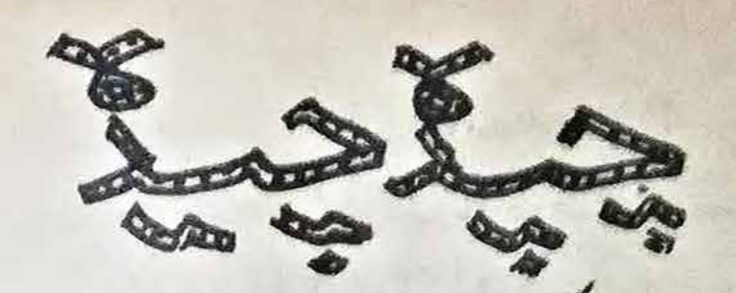
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا۔

۷۔ جناب پروفیسر زاہد حسن فریدی ایم اے ریٹائرڈ پرنسپل اسلامی تعلیم و تربیت کے موضوع پر خطاب فرما رہے تھے۔ آپ نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ بہت سے لوگ مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے اختیار کر رہے ہیں۔ سکولوں کالجوں میں بدعقیدہ استاد سُنّی طلباء کو بدمذہب بنا رہے ہیں۔ ان سے خبردار رہنا چاہیئے۔ نیز فرمایا کہ یارانِ طریقت کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح اسلامی خطوط پر تربیت کریں۔

۸۔ مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب گوجرانوالہ نے بے پردگی، بےحیائی اور دوسری اخلاقی برائیوں پر افسوس کا اظہار فرمایا اور تلقین فرمائی کہ سب لوگ پوری طرح شریعت محمدی پر چلیں۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید





ریاکار قاریوں کے لئے وعید:

إنَّ فی النار وادیاً تتعوّذ منہ جہنم کلَّ یومٍ اربع مائۃ مرۃ أُعدّ للقراء المرائین:

بے شک نار میں ایک وادی ہے۔ جس سے جہنم ایک دن میں چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ وہ وادی ریاکار قاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

اخلاص کی حقیقت:

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لئے گیا۔ میں نے ان کے گھر میں ایک خطرناک سانپ دیکھا۔ میں ڈر گیا۔ میرے لئے آگے قدم اٹھانا دشوار ہو گیا۔ حضرت سہل نے میرے خوف کو دیکھا تو فرمایا: آجائیے۔ خوف نہ کھائیے۔ اس لئے کہ آدمی اس وقت تک اخلاص کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک کہ وہ ماسوی اللہ کے خوف سے بے نیاز نہ ہو۔

نماز کی فضیلت:

جو کوئی تم میں سے جہاں کہیں ہو نماز کی نگہبانی کرے وہ قیامت کے دن پل صراط سے بجلی کی طرح سابقین کے ساتھ گزر جائے گا۔ اور قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کا منہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہو گا۔ اور اس کے لئے ہر روز اور شب کو جس میں اس نے نماز کی حفاظت کی ایک شہید کے برابر ثواب ہو گا۔

بایزید بسطامیؒ :

بایزید بسطامیؒ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے پیر سے حکم تھا کہ بحالت سفر جہاں کہیں بھی ہو کسی اللہ کے نیک بندے کو تلاش کرے اور اس کی زیارت کرے اور اس سے فیوض حاصل کرے۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے نکلے۔ ایک شہر میں گئے۔ وہاں ان کی ملاقات ایک خدا رسیدہ بزرگ سے ہوئی۔ وہ بزرگ بہت غریب تھے اور محتاج تھے کہ کوئی خدا کا بندہ ان کی امداد کرے۔ انہوں نے بایزید سے پوچھا۔ کہاں کا ارادہ ہے۔ بایزید نے کہا: حضور حج کو جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس وہاں تک پہنچنے کے لئے خرچ ہے۔ بایزید نے کہا۔ میرے پاس دو سو دینار ہیں۔ اور یہ میرے لئے اس سفر میں کافی ہیں۔ انہوں نے حضرت بایزید کو جو فرمایا مولانا روم کی زبان سے سنئے :-

گفت طوفے کن بگردم ہفت بار ۔۔۔ دیں نکوتر از طوافِ حج شمار

(ترجمہ) انہوں نے فرمایا: میرے گرد سات بار طواف کر۔ اس کو حج کے طواف سے افضل شمار کر۔

چوں مرا دیدیؒ خدا را دیدہؒ ۔۔۔ گرد کعبہ صدق بر گردیدہؒ

(ترجمہ) جب تو نے مجھ کو دیکھا تو تو نے خدا کو دیکھا۔ اور تو نے صدق کے کعبہ کا طواف کیا۔

خدمت من طاعت و حمد خداست ۔۔۔ تا نہ پنداری کہ حق از من جدا ست

(ترجمہ) میری خدمت خدا کی طاعت اور اس کی حمد ہے۔ یہ ہرگز گمان نہ کرنا کہ حق مجھ سے جدا ہے۔

چشم نیکو باز کن در من نگر ۔۔۔ تا بہ بینی نورِ حق اندر بشر

(ترجمہ) آنکھیں خوب کھول اور مجھ کو دیکھ تاکہ تو حق کا نور بشر کی صورت میں دیکھے۔

(باقی صفحہ پر)



اعلیحضرت عظیم البرکت امیر ملت علامہ الحاج حافظ قاری پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ مجددی نقشبندی محدث علی پوری رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اول حضرت مولانا صوفی محمد حسین صاحب قبلہ قصوری جماعتی مجددی نقشبندی علیہ الرحمۃ والرضوان کے چھپنویں ۵۶ عرس شریف کی تقریبات کا آغاز ۷، اپریل ۱۹۸۱ء بروز منگلوار سے ہوا۔ عرس کی تقریبات بسرپرستی حضرت مولانا الحاج امام الدین صاحب جماعتی نقشبندی مجددی متولی وسجادہ نشین درگاہ شریف حضرت معززہ واقع قلندر گیٹ، جی۔ٹی روڈ کرنال (ہریانہ) بھارت منعقد ہوئیں۔

۶، اپریل ۱۹۸۱ء بروز سوموار تک تمام شرکائے عرس کرنال پہنچے۔ عرس شریف میں شرکت کے لئے بیکانیر، جے پور، اجمیر شریف (راجستھان) بریلی شریف، امروہہ مراد آباد، آگرہ، الہ آباد، گیسو پور بلند شہر، اتر پردیش وجبلپور، کٹنی (مدھیہ پردیش)، پانی پت، سادھورا، سرہند شریف، انبالہ (ہریانہ و پنجاب) اور دہلی کے علاوہ حیدر آباد آندھرا پردیش سے سینکڑوں وابستگان دامن اعلیحضرت امیر ملت ومشائخ وعلماء ومعتقدین نے تشریف لاکر عرس کی سعادتوں سے مشرف ہوئے۔

۷، اپریل کی سہ پہر کو مسجد نواب عظمت علی خان (جامع مسجد کرنال) سے بعد فاتحہ چادر مبارک کا جلوس روانہ ہوا۔ ہزاروں بیرونی ومقامی معتقدین جلوس میں شریک تھے۔ راستہ بھر نعت خوانی ہوتی رہی۔ یہ جلوس مختلف شاہراہوں

سے گذرتا ہوا مغرب کے وقت درگاہ شریف پہنچا۔ نماز مغرب درگاہ شریف حضرت معز رحؒ کی مسجد صغرا میں ادا کی گئی اور بعد نماز مغرب مزار پُرانوار حضرت معز رحؒ پر غلاف مبارک و چادر گل پیش کی گئی اور فاتحہ کے بعد محفل نعت کا انعقاد ہوا۔ تین یوم تک ۷، ۸، ۹، اپریل ۱۹۸۱ء کو روزانہ قرآن خوانی، نعت شریف فاتحہ و مواعظ حسنہ و قل شریف کی مجالس کا انعقاد ہوتا رہا۔ ۹، اپریل ۱۹۸۱ء کو قل شریف و ختم کے بعد اعلیٰحضرت امیر ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے تبرکات عالیہ کی زیارت کروائی گئی۔ حاضرین جوق در جوق تبرکات عالیہ کی زیارت کرتے رہے۔ زیارت تبرکات عالیہ کے بعد فاتحہ خوانی و تقسیم تبرک پر عرس شریف کی محفل اختتام پذیر ہوئی۔ حضرت شاہزادہ غوث الاعظمؓ پیر سید عبدالباسط صاحب قیمصی القادری مدظلہ العالی سجادہ نشین روضہ شریف حضرت قمیص الاعظمؓ ساڈھورا شریف نے رقت انگیز دعا فرمائی۔ مولانا مصطفیٰ علی خاں صاحب مہتاب افتخاری حیدرآباد نے اعلیٰحضرت امیر ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے بعنوان سیرت امیر ملت خطاب فرمایا۔

تمام مراسم عرس حضرت مولانا الحاج امام الدین صاحب جماعتی نقشبندی سجادہ نشین و متولی درگاہ شریف حضرت معز رحؒ نے انجام دیں۔ اور مولوی صلاح الدین صاحب جماعتی نقشبندی نائب سجادہ نشین و متولی درگاہ حضرت معز رحؒ نے تمام انتظامات عرس کی نگرانی کی۔ ۴ دن تک روزانہ تین وقت سینکڑوں حاضرین عرس شریف کی پُرتکلف لنگر شریف سے تواضع کی گئی۔ پاکستانی نعت گو شاعر حضرت ظہیر الدین اظہر جماعتی نقشبندی کی پُرمغز نعتوں نے عرس شریف کی برکتوں میں اضافہ فرمایا۔ حاضرین عرس شریف آپ کی نعتوں کو کبھی فراموش نہ کر سکیں گے۔

ریاست ہریانہ کے محکمہ پولیس اور میونسپلٹی دیگر محکمہ جات نے عرس شریف کے انعقاد میں پورا پورا تعاون دیا۔

مولانا غلام رسول گوہر۔ مدیر مسئول

مسئلہ ندائے یا رسول اللہ!

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرف "یا" سے یا رسول اللہ پکارنا جائز ہے یا نہیں اور یہ پکارنا کہیں شرک تو نہیں شمار ہوتا

مہربانی فرما کر اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں کہ ہم اہل سنت وجماعت کو مزید قرار قلب اور اطمینان دل حاصل ہو

الجواب ھوالموفق للصواب

یا رسول اللہ کہکر حضور پُر نور شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرنا اور پکارنا اور اپنا حال زار حضور کی خدمت میں پیش کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے اور موجب صدہا برکات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا: لا تجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعضاً ۝ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پکارنے کو ایسا نہ جانو جیسا تمہارا بعض بعض کو پکارتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے کو اپنے باہمی پکارنے پر قیاس نہ کرو۔ اس آیت کے ذی ہوش اور صاحب بصیرت کے لئے کئی معانی ہیں۔ ایک تو یہی جو سب مفسرین نے لکھا ہے کہ آپ کو آپ کا نام لے کر نہ پکارو۔ جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو۔ اس لئے کہ یہ سوء ادب اور ضیاع احترام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ جب پکارو تو یوں پکارو یا رسول اللہ ! یا حبیب اللہ ! اگر کوئی کہے کہ یہ آپ کا اہل

زمان کے لئے ہے کہ وہ آپؐ کو اس طرح سے پکاریں۔ آپؐ ان کے سامنے تھے اور ان کی پکار کو سنتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں اہل زمان کی کوئی قید اور تخصیص نہیں ہے بلکہ تمام ایمانداروں کو علی العموم خطاب فرمایا گیا ہے۔ آپ کے اہل زمان ہوں یا ان کے غیر ہوں۔ اگر یہ آیت صرف ان کے لئے ہی خاص ہے تو پھر آج اس کا حکم باطل ہوگیا۔ حالانکہ قرآن حکیم کا حکم تا یوم قیامت باقی اور ابدی ہے۔ اس کا ایک شوشہ باطل نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کی آیات محکم ہیں۔ اور قرآن کی صفت حکیم آئی ہے کہ وہ اپنے معانی میں محکم اور غیر متبدل ہے۔ اس کا ایک شوشہ باطل نہیں ہوا۔ جیسے آپؐ کی نبوت باقی ویسے ہی آپؐ کی کتاب باقی ہے فرق صرف یہ ہے کہ صحابہ کرام آپ کو دیکھتے تھے اور ہم دیکھتے تو نہیں ہیں۔ مگر ہمارا عقیدہ ہے کہ آپؐ ہمیں دیکھتے ہیں۔ اور ہماری آوازیں سنتے ہیں۔ آپ حاضر و ناظر ہیں۔ آپ نے فرمایا انی اسمع مالا تسمعون وانی اری مالا ترون۔ میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے اور میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ "ما" کا لفظ عام ہے جو ہر آواز اور ہر چیز کو شامل ہے۔ یعنی جو ہم نہیں سن پاتے وہ آپ سنتے ہیں اور جو ہم نہیں دیکھ پاتے وہ آپ دیکھتے ہیں۔ ہم دور سے مسافت بعیدہ سے جس چیز کو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں حدیث مذکورہ کے مفہوم کے مطابق آپ اس کو سنتے ہیں اور اس کو دیکھتے ہیں۔ کیونکہ جس چیز کی ہماری جہت سے سماعت یا رویت کی نفی ہے آپ کے لئے اس چیز کی سماعت یا رویت کا اثبات ہے۔

آیت مذکورہ کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ آپ کا پکارنا اور آپ کے غیر کا پکارنا ایک طرح کا نہیں ہے۔ اس لئے آپ کا غیر مسافت بعیدہ سے جہاں سے عادتاً سنا نہیں جاسکتا، نہیں سنتا۔ لہٰذا اس کو بحرف ندا پکارنا جائز نہیں مگر آپ دور اور نہایت دور سے بھی سنتے ہیں اس لئے آپ کو بحرف ندا

یعنی یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز ہے۔

آپ کے اور آپ کے غیر کے مابین بعد المشرقین سے بھی زیادہ بُعد ہے۔ جو بات آپ کے غیر کے حق میں جائز نہیں وہ آپ کے حق میں کیوں نہ جائز ہوگی۔ بلکہ میں اس سے بھی ترقی کر کے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی متابعت تامہ کا صدقہ آپ کے بعض اتباع کو بھی دور سے سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابن عمر بعث جیشاً و امر علیہم رجلاً یدعی ساریۃ فبینما عمر یخطب یصیح یا ساری الجبل:

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر ایک مرد کو امیر بنایا جس کو ساریہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ پس جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ یوں اونچی آواز سے پکارے۔ اے ساریہ پہاڑ۔ یعنی اس کی طرف لشکر کو متوجہ کر۔

مرقات میں اس حدیث کی شرح میں ہے:

وفیہ انواع من الکرامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف المعرکۃ وایصال صوتہ وسماع کل منہم لصیحتہ وفتحہم ونصرہم ببرکتہ:

اس واقعہ میں کئی حضرت عمر کی کرامتیں ہیں۔ میدان کارزار کا آنکھوں سے دیکھنا۔ آپ کی آواز کا وہاں تک پہنچنا اور لشکریوں کا ہر ایک کا آپ کی اونچی آواز کو سننا۔ اور ان کا فتح اور مدد پانا۔

اس کا مفصل اور تاریخی ذکر یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد میں نہاوند کی طرف جہاد کے لئے ایک لشکر بھیجا تھا۔ اس کا امیر

حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا تھا۔ نہاوند مدینہ منورہ سے بہت دور تھا۔ جمعہ کے دن آپ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ میدان کارزار کا آپ کو کشف ہوا۔ دشمن پہاڑ کے عقب سے: کہ مسلمان اس جانب سے غافل تھے" اچانک حملہ آور ہو کر کامیاب ہونا چاہتے تھے۔ حضرت عمر کو یہ بات معلوم ہوئی تو چلا کر کہا اے ساریہ پہاڑ کی جانب متوجہ ہو۔ آپ کی یہ آواز سن کر سارے لشکر والوں نے سنی اور فوراً لشکر کو پہاڑ کی جانب پھیرا اور ان کافروں پر جو اس طرف سے آرہے تھے۔ بھرپور حملہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے فتح پائی۔

جب ساریہ مدینہ منورہ میں آیا تو اس نے فتح کا سبب حضرت عمر کی آواز کا سننا بتایا۔ اور وقت بھی وہی بتایا جس وقت حضرت عمر نے اس کو پکارا تھا۔

آمدم بر مطلب! دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی یہ شان ہے کہ اس کی آواز کو خدا نے اتنی دور پہنچایا کہ عادۃً وہاں آواز نہیں پہنچ سکتی اور سننے والے نے آواز کو سنا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام دور تک آواز پہنچاتے ہیں اگرچہ اس کے غیبی اسباب کوئی کیوں نہ ہوں۔

تو پھر اگر کوئی مسلمان محبت اور شوق کے نشہ سے سرشار ہو کر پکارے یا رسول اللہ تو آپؐ بھلا کیوں نہ سنیں گے۔ ضرور سنیں گے۔

ایک اور دلیل!

التحیات جو نماز میں پڑھتے ہیں۔ جس کو فقہا کی اصطلاح میں تشہد کہتے ہیں ہیں: السلام علیك ایھا النبی ہے۔ اسی میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر نمازی خطاب کرتا ہے۔ اگر منع ہوتا تو اس کو بدل دیا جاتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یا رسول اللہ بحرف ندا آپؐ کو دور سے پکارنا جائز ہے۔ اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ آپؐ ہم سے غافل نہیں۔ اگرچہ ہم آپؐ کو دیکھتے نہیں۔ لیکن نہ دیکھنا آپؐ کے غائب ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

آہ! حافظ مظہر الدین بھی منہ پھیر گئے

تاریخ وفات: ۲۲ مئی ۱۹۸۱ء، ۱۷ رجب ۱۴۰۱ھ بروز جمعۃ المبارک

جامی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے،

حریفاں بادہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

میرے تین دلی اور مخلص دوست تھے: حضرت مولانا حافظ محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، شہسوارِ طریقت حضرت مولانا جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ دنیائے شعر و سخن کے آفتاب حضرت مولانا حافظ مظہر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔

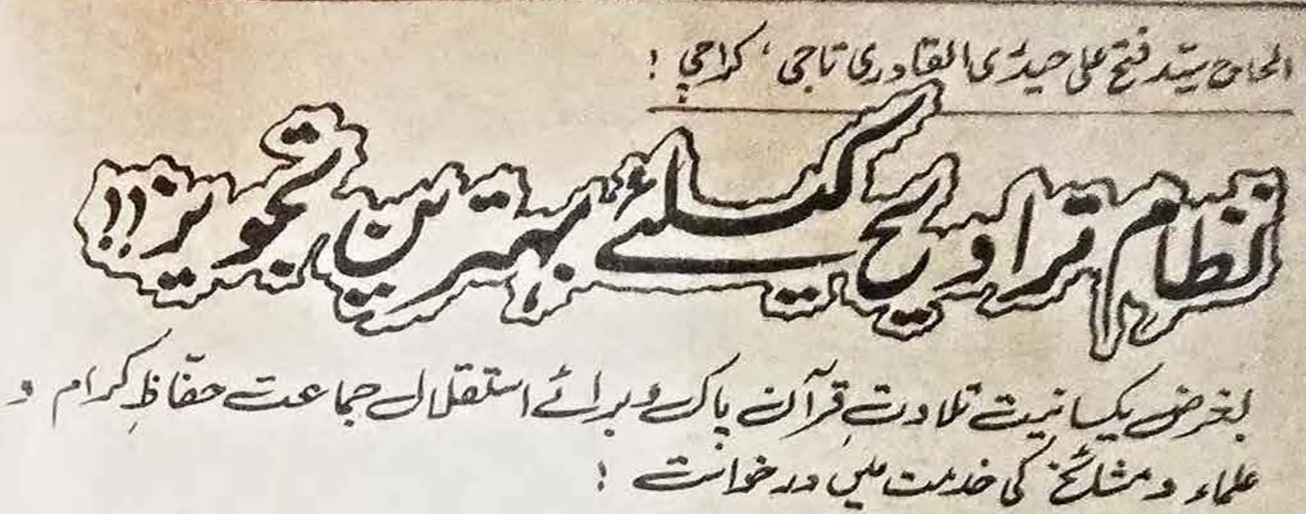
میں نے ان تینوں دوستوں کا جس ترتیب سے اوپر ذکر کیا ہے، اسی ترتیب سے باری باری اپنے وقت پر دنیا سے رحلت فرما گئے۔ اور ایک مجھ تنہا کو اپنی نوحہ خوانی کے لئے چھوڑ گئے۔

حافظ مظہر الدین نہ صرف ایک بلند فکر نعت گو شاعر تھے بلکہ ایک مفکر اور جید عالم دین بھی تھے۔ مجھے فخر ہے کہ انہوں نے شرح ملا جامی اور نور الانوار اور شرح وقایہ میں مجھ سے تلمذ کیا ہے۔ مجھ سے عمر میں تقریباً دو برس چھوٹے تھے۔ شاگرد بھی تھے اور راز دار دوست اور ہمدرد و خیر خواہ بھی تھے۔ ان کی زندگی میرے لئے باعث سکون تھی۔ میرے ساتھ جب سے پاکستان میں آپ رامداس (انڈیا) سے ہجرت کر کے آئے۔ اکثر خط و کتابت رہتی تھی۔ میں نے دو بار راولپنڈی جا کر بھی آپ سے ملاقات کی اور پرانی یادوں کو چھیڑا۔ آپ بھی ایک بار قصور میرے پاس تشریف لائے۔ اب اچانک

آپ کی وفات کا سن کر جو قلق و اضطراب ہوا، حدِ بیان سے باہر ہے۔ جبکہ اس سے پیشتر ماضی قریب میں میں اپنے دو بیٹوں اور دو دلی دوستوں کے صدمہ سے بھی دوچار ہو چکا ہوں۔ ۲۲ مئی جمعہ کے روز شام کو میرے بیٹے نے اچانک ذکر کیا: اباجی آپ کے دوست حافظ مظہر الدین فوت ہو گئے ہیں۔ ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آواز بھرا گئی۔ اس خبر سے جو میرے قلب کی کیفیت تھی وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ رات کو ۹ بجے پھر ٹیلیویژن سے آپ کی وفات کا اعلان ہوا کہ جمعہ کی نماز کے بعد آپ کو عید گاہ والے قبرستان میں راولپنڈی سپردِ خاک کیا گیا ہے۔ حافظ صاحب کے گھر والوں سے میں غم میں برابر کا شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا کرے اور حافظ صاحب کی قبر کو اللہ تعالیٰ انوار و برکات سے معمور کرے اور جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند کرے۔ آمین!

غم زدہ: غلام رسول گوھر

الحاج سید فتح علی حیدری القادری تاجی، کراچی!



بغرض یکسانیت تلاوت قرآن پاک و برائے استقلال جماعت حفاظ کرام و علماء و مشائخ کی خدمت میں درخواست!

یہ امر مسلمہ سا ہے کہ جماعت تراویح ابتداً کثیر بعدہٗ کم ہوتی جاتی ہے۔ سبب عدم تسلسل سماعت بوجہ مصلیان کے دور دراز شرکت تقاریب سے اور حافظ صاحبان کی طرف سے قرأت میں کسی خاص اصول اور ضابطہ کو مدنظر نہ رکھنے سے واقع ہوتا ہے۔

سنہری اصول

قرآن پاک میں کل ۵۴۰ رکوع ہیں اور چاند رات سے ۲۶ رمضان تک ۲۷ شب میں ۲۰ رکعت فی شب کے حساب سے ۵۴۰ رکعتیں ہوتی ہیں۔ اگر ایک رکعت میں ایک رکوع یا ایک شب میں بیس رکعتوں میں بیس رکوع لازمی طور پر پڑھ لئے جائیں تو ۲۷ ویں شب میں ختم قرآن ہو جائے گا۔ اور تلاوت قرآن میں یکسانیت کا یہ عالم ہوگا کہ ہم آپ کسی مسجد میں تراویح پڑھیں ہمیں ہر جگہ وہی پارہ سننے کو ملے گا جو ہم اپنے محلہ کی مسجد میں سنتے ہیں اس تسلسل کے برقرار رہنے سے جماعت میں استقلال پیدا ہوگا۔ تراویح کا ناغہ کم سے کم ہوگا۔ پیش امام صاحبان طریقہ بالا کی افادیت سے اپنے مقتدیاں کو مطلع فرما کر اسے مقبول عام بنائیں۔

قرآنی پاروں کے ایک حصہ کو رکوع کہتے ہیں اور ارکان نماز میں ایک رکن کا نام بھی رکوع ہے۔ ان ہر دو اقسام کے رکوع کی تعداد اور رکعتوں کی تعداد بھی ایک ہے۔ یہ طے کر لیں کہ جب قرآنی رکوع ختم ہو رکوع میں چلے جائیں۔

اس مجوزہ طریقہ سے ختم قرآن ۲۷ ویں کو ہوگا جو ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور شب میں ختم پاک کی بڑی فضیلت ہے۔ اس فضیلت کا پہلا سبب یہ کہ یہی شب شب قدر ہے۔ دوسری یہ بات کہ یہی وہ شب مبارکہ ہے جو حامل شان نزول قرآن پاک ہے۔ حافظ صاحبان علماء و مشائخ اپنی رائے سے ہم عامی آدمیوں کو ممنون فرمائیں۔

شبینہ پڑھنا یا ہفتہ یا دو ہفتہ میں قرآن پاک ختم کرنا وہ علیحدہ طریقہ ہے۔ اس سے روکنے سخن نہیں۔ اس زریں اصول پر عمل سے ملک میں اتحاد باہمی یکسانیت کے تحت نظم و ضبط ملے گا جو روح اسلام ہے۔ بنظر حالات معاملہ موجودہ اسلام دوست حکومت یعنی ہمارے محبوب مقبول صدر محترم ان کے جلیل القدر وزراء گورنر۔ کمشنر۔ کلکٹر دیگر قابل قدر افسران بلکہ تمامی ارباب وطن پاکستان دینداران خصوصاً حفاظ کرام اور علماء و مشائخ حضرات کی خدمت پاک میں مستدعی ہوں کہ سب مل کر اپنے اپنے صوابدید کے تحت اس مبارک تجویز پر عملدرآمد کی تجاویز و تدابیر اختیار فرمائیں: وما علینا الا البلاغ

---

(۱) نوٹ! تیسویں پارہ میں ۳۹ رکوع تحریراً ہیں۔ تلاوت تراویح میں ان کو ۲۱ رکوع مانا گیا ہے۔ اس لئے تعداد رکوع ۵۴۰ ہی رہی۔ اس پارہ کو متذکرہ بالا اصول سے مستثنیٰ کر کے حسب مرضی ختم فرمالیں۔

چندہ!
جن احباب کا چندہ ماہ مئی سے ختم ہے اور سالانہ عرس شریف پر انہوں نے دستی ادا نہیں کیا، مہربانی فرما کر وہ رسالہ کا پہلا صفحہ دیکھیں اگر اس میں سرخ نشان ہے تو مہربانی فرما کر فوراً بذریعہ ڈاک سالانہ چندہ مبلغ -/۲۰ روپے ارسال کریں عین نوازش ہوگی۔

تبصرہ

موت کا منظر

مرتب و ناشر: خواجہ محمد اسلام ، قیمت ۱۵ روپے

زیرِ نظر کتاب ۳۸۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ سائز ۲۳×۳۶/۱۶ ۔ لکھائی آفسٹ پر ہوئی ہے۔ کاغذ نفیس اور عمدہ ہے۔ بکس بورڈ کے ساتھ مجلّد ہے۔ ٹائیٹل دیدہ زیب۔

کتاب کا موضوع احوال موت و قیامت ہے۔ خواجہ صاحب نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ آیاتِ قرآنی اور احادیث رسول ؐ کی روشنی میں موت اور قیامت کے متعلق بہت کچھ بیان کیا ہے۔ واقعات کی تفصیل و وضاحت میں علماء محققین کے اقوال اور بزرگانِ دین کے اشارات سے کتاب مزین ہے۔ جابجا عبرت آموز حکایات سے قارئین کے قلوب کو عبرت کا سبق دیا ہے۔ یہ کتاب اسم بامسمّٰی ہے۔ کتاب کا پڑھنے والا گویا قیامت کو اس کی علامات کے آئینہ میں سامنے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ موت کی حقیقت اور اس کے مسائل احادیث صحیحہ کی روشنی میں اس انداز سے بیان کئے ہیں کہ پڑھنے والے کے دل سے غفلت کے تہ بتہ حجابات دور ہو جاتے ہیں اور دل آخرت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

حج کا منظر

یہ کتاب بھی خواجہ محمد اسلام کی تالیف ہے۔ اس میں حج کا منظر اور اس کے ارکان اور اس کے تمام مسائل کو بڑے دلپسند طریقے کے ساتھ بیان کیا ہے اور بزرگان دین کے اقوال سے بھی سند لی گئی ہے۔ حج کے روحانی اور باطنی ثمرات کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ صفحات ۲۶۳ ، قیمت اس کی تیس روپے ہے۔ یہ دونوں کتابیں اس پتہ سے مل سکتی ہیں۔

خواجہ محمد اسلام ، ادارہ اشاعت دینیات ، سعید منزل انارکلی لاہور!!

مولوی محمد شفیع صاحب خطیب کامونکی کو صدمہ

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب خطیب جامع مسجد کاموں کے، کے پوتے قاری حافظ ظہیر احمد صاحب ولد مولانا عبدالقدوس صاحب ۱۰ اپریل کو گولی لگنے سے شہید ہو گئے۔ واقعہ اس کا یوں بیان کیا گیا ہے کہ کسی دشمن نے اپنے دشمن پر فائر کیا۔ سوءِ اتفاق سے اس فائر کا نشانہ جناب قاری ظہیر احمد صاحب ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین سے استدعا ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ ادارہ مولانا کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور مولانا صاحب و دیگر متعلقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین!

وفات! حضرت مولانا حاجی اللہ دو دھایا صاحب، مشہور بزرگ تھے۔ سب یارانِ طریقت ان کو جانتے ہیں۔ وہ ایک عرصہ سے فیصل آباد میں رہتے تھے۔ وہاں چند ایام صاحبِ فراش رہ کر انتقال فرما گئے ہیں۔

مرحوم بڑے صالح اور شب بیدار بزرگ تھے۔ رسالہ انوار الصوفیہ کے ممد و معاون تھے۔ قارئین سے استدعا ہے کہ حاجی صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

نعت شریف

فرستادہ ماسٹر محمد افضل خاں نقشبندی جماعتی، دیپالپور، ضلع ساہیوال

دیکھے تیرا جلوہ تو تڑپ جائے نظر بھی
روشن ہیں ترے نور سے تارے بھی قمر بھی

دی طائروں نے بھی تری شانِ رسالت کی گواہی
بول اٹھے ترے حکم سے پتھر بھی شجر بھی

جس وقت چلے تم ہوئے خوشبو سے معطرّ!
کوچے بھی مکانات بھی دیوار بھی در بھی

محبوبِ دو عالم ہے کدھر دیکھئے دیکھے!!!
مشتاق لگا ہوں کے ادھر بھی ہیں ادھر بھی

اک میں ہی نہیں سب ہیں تیرے چاہنے والے
اللہ بھی حوریں بھی فرشتے بھی بشر بھی

حقا ہے تیری یاد سے آباد زمانہ ——!
گلزار بھی آبادیاں بھی بحر بھی بر بھی

پھرتا ہوں تصور سے مدینہ کے چمن میں"
گھر بیٹھے ہوئے سیر بھی کرتا ہوں سفر بھی

اک دم میں وہ کرتے ہیں عقدہ کا حل
وابستہ اشاروں میں قضا بھی ہے قدر بھی

ڈیوڑھی پہ بھکاری کھڑے ہیں آس لگائے
یا شاہِ دو عالم نظرِ لطف ادھر بھی

کیا وقت عبادت ہے سہانا اٹھو اکبر
ہیں نغمہ سرا حمد میں مرغانِ سحر بھی